مقالۂ افتتاحیہ

ایک انکشاف ــــ ایک حقیقت

ــــــــ رئیس احمد جعفری

مسٹر Lowell Thomas Jr کی ایک نہایت دلچسپ اور حد درجہ معلومات آفریں کتاب نیویارک سے کچھ عرصہ ہوا شائع ہوئی ہے۔ اگرچہ ضخامت زیادہ نہیں ہے لیکن اپنے اندر ایک جہان معنی رکھتی ہے۔ یہ معلومات شاید پہلی مرتبہ منظر عام پر آرہے ہیں اور بلاشبہ چونکا دینے والے ہیں۔ کتاب کا نام ہے "دلائی لامہ"۔ اس میں دلائی لامہ کی پیدائش سے لے کر جلا وطنی اور قیام ہندوستان تک کے سارے واقعات آگئے ہیں۔ مصنف امریکی ہے اس لیے اس نے خوب جی بھر کے کمیونسٹ چین پر الزامات لگائے ہیں، اور بھارت کے "جمہوری" کردار کو اور جواہر لال کی سیاسی بصیرت اور قائدانہ صلاحیت کو خراج تحسین و عقیدت بڑے والہانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

میں اس چیز پر گفتگو کرنا نہیں چاہتا کہ چین کے خلاف مصنف نے جلے دل کے پھپھولے کیوں پھوڑے ہیں اور ہندوستان کی نام نہاد جمہوریت اور جواہر لال کی پُر فریب قیادت کو خراج تحسین کیوں پیش کیا ہے۔ ہر شخص کو حق ہے کہ جس مسئلہ کے بارے میں جو رائے چاہے قائم کرے اور کسی کو حق نہیں کہ اسے اظہار رائے سے روکنے کی کوشش کرے۔

لیکن مصنف نے چین دشمنی، بھارت دوستی اور لاما پرستی کے جوش میں شاید نادانستہ طور پر کچھ انکشافات ایسے کیے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غریب دلائی لامہ پر جو آفت نازل ہوئی وہ تمامتر جواہر لال کی لائی ہوئی تھی ورنہ شاید دلائی لامہ کا یہ حشر نہ ہوتا کہ

پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اور شاید چین اور بھارت کے تعلقات بھی اس درجہ تلخ نہ ہوتے جتنے آج نظر آرہے ہیں۔ اس کتاب سے یہ

حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ چین کو چھیڑنے اور مشتعل کرنے میں جواہر لال کی "قائدانہ صلاحیت" کام کر رہی تھی۔

اس کتاب کے مصنف نے بڑے خلوص اور جوش کے ساتھ جو انکشافات کیے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

تبت پر چین نے جب مکمل قبضہ کیا تو دلائی لامہ نے اس کی مزاحمت کرنا چاہی۔ اسے ایک سہارے کی ضرورت تھی اور یہ سہارا اسے جواہر لال اور بھارت کی صورت میں مل گیا۔ اس نے نجی طور پر وزیر اعظم بھارت سے رابطہ پیدا کیا اور انھوں نے اس سے ہمدردی ظاہر کی لیکن فی الحال خاموش رہنے کا مشورہ دیا۔

دلائی لامہ کے تعلقات جب چین سے حد درجہ تلخ ہو گئے تو دلائی لامہ نے مدد کے لیے پھر ہندوستان کی طرف دیکھا۔ ہندوستان نے بدھوں کی عالمی کانفرنس، مہاتما بدھ کا ڈھائی ہزار سالہ جشن ولادت منانے کے سلسلہ میں طلب کی اور دلائی لامہ کو، کہ وہ بدھ مت کا روحانی پیشوا تھا، شرکت کی دعوت دی۔

دلائی لامہ کے تعلقات چین کی حکومت سے اگرچہ بے حد خراب تھے لیکن چو این لائی اور ماؤزے تنگ نے دلائی لامہ کو بھارت جانے کی اجازت دے دی البتہ یہ استدعا کی کہ وہ صرف روحانی مسائل پر وہاں بحث کریں سیاسی امور پر گفتگو نہ کریں ـــــ اس یقین دہانی کے بعد دلائی لامہ بھارت پہنچے۔ ہوائی اڈے پر استقبال کرنے کے لیے جواہر لال بہ نفس نفیس موجود تھے۔

دلائی لامہ کے قیام کا شاہانہ کر و فر کے ساتھ اہتمام کیا گیا تھا۔ بند کمرے میں تبت کے روحانی پیشوا اور بھارت کے وزیر اعظم کے مابین کئی گھنٹے تک گفتگو ہوئی۔ اس خفیہ نشست میں دلائی لامہ نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا۔ اپنی مظلومیت اور چین کی جارحیت کی داستان الم پوری تفصیل کے ساتھ سنائی۔

اس ملاقات کے بعد دلائی لامہ نے جارحیت کے خلاف پریس کانفرنسوں میں اور اخباری بیانات میں بے دھڑک اظہار رائے شروع کر دیا۔ چینی حکومت کی تنبیہ اور فہمائش کے باوجود وہ اپنی سرگرمیوں سے باز نہیں آئے۔

اسی اثنا میں چو این لائی سرکاری دورے پر بھارت آئے۔ جو کچھ سنا تھا آنکھوں سے دیکھ لیا اور محسوس کر لیا کہ دلائی لامہ کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انھوں نے حکومت ہند اور دلائی لامہ کو اس روش سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ ہندوستان میں "جمہوریت" تھی۔ اور جمہوریت

میں سب کچھ جائز ہے۔

دل برداشتہ ہو کر چواین لائی وقت سے کچھ پہلے ہی چین واپس چلے گئے۔

پہلے سے طے شدہ نجی گفتگو کے مطابق دلائی لامہ نے تبت پہنچتے ہی جواہر لال کو دعوت دی کہ تبت تشریف لائیں اور حالات کا بہ چشم خود بھی مشاہدہ کرلیں۔

جواہر لال نے یہ دعوت بڑی خوشی سے قبول کرلی اور سفر تبت کی تیاریاں شروع کردیں۔

چواین لائی نے دلائی لامہ کی یہ دعوت منسوخ کردی اگرچہ ان کی عظمت اور رکھ رکھاؤ میں کوئی فرق نہیں آنے دیا۔ لہاسہ کا چینی ایڈمنسٹریٹر جو ایک فوجی جرنیل تھا بڑے ادب و احترام کا سلوک ان کے ساتھ کرتا رہا۔

اس انکشاف سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ کمیونسٹ چین نے جمہوری بھارت سے زیادہ آزادی دلائی لامہ کو دے رکھی تھی۔ حالانکہ تبت واقعی اس کا "اٹوٹ حصہ" ہمیشہ سے چلا آرہا تھا۔ تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں ہے کہ تبت پر چین کی بالادستی قائم نہ رہی ہو۔ اس کے برعکس بھارت کشمیر میں رائے شماری کا وعدہ کرچکا تھا اس لیے کہ وہ کبھی بھی بھارت کا دست نگر یا تابع نہیں رہا تھا۔ خیر یہ تو ایک سخن گسترانہ بات تھی جو روانی قلم میں نکل گئی آگے چلیے۔

خفیہ مذاکرات کے مطابق چین کو دنیا کی نظروں میں ذلیل کرنے اور اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لیے دلائی لامہ نے ترک وطن کا فیصلہ کرلیا اور اپنے دو سو جاں نثاروں کے ساتھ اپنے میزبان ملک کی طرف بڑھے۔

خیال یہ تھا کہ مذہبی اور روحانی رشتے کے لحاظ سے دلائی لامہ نیپال، سکم یا بھوٹان میں سے ایک جگہ نزول اجلال فرمائیں گے لیکن ان تینوں کو انھوں نے نظرانداز کیا اور طویل اور ٹیڑھا راستہ اختیار کرکے آسام پہنچے۔ یہاں تیزپور میں قیام کیا اور جواہر لال سے اذن پناہ گزینی طلب کیا۔

جواہر لال نے فوراً بھارت کے دروازے مقدس مہمان کے لیے کھول دیے اور دیدہ و دل فرش راہ کرنے کا اعلان کردیا۔

دلائی لامہ کے قیام کا انتظام مسوری پہاڑ پر کیا گیا کیونکہ یہاں کی آب و ہوا بھی لہاسہ کی طرح تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہاں قیام کی صورت میں تبت سے رابطہ قائم رکھنا قرب مسافت کے باعث بہت آسان تھا اور رابطہ قائم رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ تبت میں چین کے خلاف بغاوت شروع ہو چکی تھی۔ اس بغاوت کی رہنمائی مسوری میں بیٹھ کر زیادہ آسانی کے ساتھ ممکن تھی۔

جواہر لال نے دلائی لامہ کا پرجوش استقبال کیا۔ کئی گھنٹے تک بند کمرے میں ان سے گفتگو کی اور اس کے بعد لوک سبھا میں اعلان کر دیا کہ دلائی لامہ جب تک چاہیں اس ملک میں قیام کر سکتے ہیں اور اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔ جواہر لال خود مسوری کا پہنچے اور دلائی لامہ کی مزاج پرسی کی اور تاکید کی کہ جس چیز کی ضرورت ہو ارشاد فرمائیے فوراً حاضر کی جائے گی۔

مسوری میں دلائی لامہ کا قیام اس سے زیادہ شاندار پیمانے پر تھا جتنا لہاسہ میں تھا۔ کشمیر کے قالین پینٹنگ۔ مینا کاری کے نمونے اور شاہانہ مہمانداری۔

اس کے بعد چین نے دلائی لامہ کو چھوڑا اور ہندوستان کے پیچھے پڑ گیا جو یقیناً اس کی زیادتی تھی۔

چین اور ہندوستان کے مابین جو کچھ گزری اور گزر رہی ہے وہ بجائے خود ایک دلچسپ ترین حادثہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ دلائی لامہ کو گھر سے بے گھر کر کے آخر ہندوستان کو کیا مل گیا۔ اب تو اس غریب کے پاس مسوری کا وہ برلا ہاؤس بھی نہیں رہا جہاں بیٹھ کر وہ تبت کی بغاوت کی رہنمائی کرتا تھا۔ نہ ہندوستان کی وہ شفقت اور ضیافت کارفرما ہے جس نے اسے اتنا بڑا خطرہ مول لینے پر آمادہ کر دیا تھا۔ کیا وہ دل ہی دل میں زبان حال سے بھارت کے نیتاؤں سے نہیں کہہ رہا ہو گا:

"ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو"